دینی علوم کی تحصیل میں AI کا استعمال

امکانات، حدود اور اکابرین کا طریقہ



از قلم: ڈاکٹر مبصر الرحمن قاسمی


بسم الله الرحمن الرحيم

موضوعات

حرفِ آغاز

قارئین! ہم اس عہد میں سانس لے رہے ہیں، جہاں ہر روز ایک نئی چیز نمودار ہوتی ہے اور پرانی اقدار کو متزلزل کرتی جاتی ہے۔ آج کل محفلوں میں ایک نیا لفظ سننے کو مل رہا ہے، "مصنوعی ذہانت"۔ یہ ایک ایسی ترکیب ہے جو بظاہر بڑی دلکش معلوم ہوتی ہے، جیسے کسی ماہر صناع نے بڑی محنت سے کوئی حسین شے تراشی ہو۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا عقل مند آلہ ہے جو انسانی فکر و ادراک کی مانند سوچتا، لکھتا اور رہنمائی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اب چھوٹے مقامات کی درسگاہوں میں بھی اساتذہ یہ تلقین کر رہے ہیں کہ "اے آئی" سے کام لینا سیکھو، ورنہ قافلۂ علم سے پیچھے رہ جاؤ گے۔ یہ ایک ایسا منظر ہے جو اہل بصیرت کو مضطرب کر دینے کے لیے کافی ہے۔

ہمارے اسلاف کا طریقۂ حصولِ علم یہ تھا کہ علم کے متلاشی استاد کی دہلیز پر جبیں رگڑتے تھے، تختی ہاتھ میں ہوتی اور دل میں ادب و احترام کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔ مگر اب کے فرزندانِ وقت یہ کہتے ہیں کہ گھنٹوں بیٹھنے کی حاجت کیا، بس ایک بٹن دباؤ اور تمام علوم ایک خوانِ پُر نعمت کی مانند سامنے آ جائیں گے۔ جامعات میں استاد کی مسند پر کمپیوٹر براجمان ہو رہا ہے، اور بعض اربابِ حل و عقد تو یہاں تک کہنے لگے ہیں کہ اب معلم کا دور تمام ہوا، جو کچھ ہے وہ محض یہ مشین ہے۔ یہ فکر کسی بھی ذی شعور کو مغموم کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔

یہ تسلیم کہ زمانہ تغیر پذیر ہے، مگر کیا ہر نیا چراغ، قدیم دیے کی وہ روشنی دے سکتا ہے جو سینوں کو منور کرتی تھی؟ کیا علم صرف معلومات کا انبار ہے، یا اس کے ساتھ وہ تہذیبِ نفس، وہ روحانی نسبت، وہ قلبی بصیرت اور فکری تفقہ بھی ضروری ہے جو کسی شیخِ کامل کی صحبت اور رفاقت سے حاصل ہوتا ہے؟ اگر علم محض میکانیکی عمل بن جائے تو وہ روح کی غذا کیسے بنے گا؟

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں یہ "اے آئی" کئی اہم سوالات کھڑا کرتا ہے۔ایک جانب اس کے فوائد سے انکار نہیں، جہاں مشکل سے مشکل تحقیق ساعتوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ مگر دوسری جانب یہ ایسی سہولت ہے جو انسان کو کتاب اور معلم دونوں سے بیگانہ کر رہی ہے۔ کیا یہ حقیقی معنوں میں کوئی نعمت ہے؟ اگر ہم نے بلا سوچ سمجھے اس آلے کے پیچھے دوڑ لگا دی تو وہ دن دور نہیں جب علم محض الفاظ کا ایک بے روح ڈھیر بن جائے گا،اور اصل شعور، بصیرت اور باطنی تربیت کہیں عدم کے گمنام گوشوں میں گم ہو جائے گی۔ یہ وقت بیداری کا ہے۔ علمائے دین، طلبہ اور اربابِ بصیرت کو چاہیے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں۔ نئی ٹیکنالوجی کو کلیتاً رد کرنا دانشمندی نہیں، مگر اس کا استعمال دین کے مقرر کردہ حدود و قیود میں ہونا چاہیے۔ ہماری نئی نسل کو یہ سمجھانا ضروری ہے کہ "اے آئی" تمہیں کتاب دے سکتی ہے مگر علم کی روح نہیں، علم دے سکتی ہے مگر حکمت نہیں، اصول و ضوابط سکھا سکتی ہے مگر تفقہ فی الدین نہیں۔اور شاید یہی سب سے بڑی کمی ہے جو انسانیت کو فکری انحطاط کی جانب لے جائے گی۔

آج کے زمانے میں یہ جدید "مشین" بڑی سیانی ہے۔اس سے کہو: "قرآن کے احکام پر مضمون لکھو"، تو لکھ دے گی۔ کہو: "حدیث کی سندیں سمجھاؤ"، تو سمجھا دے گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا واقعی یہ مشین ایک مفتی،ایک معلم،ایک شیخ کا بدل بن سکتی ہے؟اسی سوال کے جواب میں یہ چند سطور قلم بند کی گئی ہیں،تاکہ ہر وہ طالب علم جو دینی علوم کا ذوق رکھتا ہے، وہ بکریوں کی طرح آنکھیں موند کر اس ہجوم میں شامل ہونے سے پہلے قبل از وقت ہوش میں آجائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو شرف قبول فرمائے۔

مبصر الرحمن قاسمی

آرٹیفیشل انٹیلی جنس کیا ہے؟

یہ AI (آرٹیفیشل انٹیلی جنس) دراصل دو لفظوں کا مرکب ہے۔"آرٹیفیشل "یعنی مصنوعی، جو قدرتی نہ ہو بلکہ انسانی تخلیق کا نتیجہ ہو، اور "انٹیلی جنس "یعنی عقل و فہم اور ذہانت گویا یہ ایسی عقل ہے جسے انسان نے اپنے دستِ ہنر سے مشین میں ودیعت کیا ہے۔ ماہرین نے اسے ذہین مشینیں بنانے کا علم بتایا ہے، جو خاص طور پر ایسے کمپیوٹر پروگراموں پر مبنی ہوتا ہے جو انسانی ذہانت کی نقل کرتے ہیں۔

اس وقت دنیا میں کئی اے آئی اپلی کیشنز وجود میں آ چکے ہیں جیسے چیٹ جی پی ٹی، جیمینائی، گراک اور ڈیپ سیک وغیرہ، جن سے انسانوں جیسی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ یہ سوالوں کے جواب دیتی ہیں، تحقیقی مقالات لکھتی ہیں، حتیٰ کہ علمی مسائل پر مضامین بھی تیار کر دیتی ہیں۔ جیسے کوئی کہے، "علم حدیث کے کسی پہلو پر چھ سو الفاظ میں ایک تحقیق دو"، تو یہ مشین لمحوں میں تیار کر دے گی۔

آرٹیفیشل انٹیلی جنس کے اہم فوائد:

1. **انسانی محنت کی بچت اور کام کا تسلسل:** آرٹیفیشل انٹیلی جنس سسٹم کی اہم خصوصیات میں سے ایک اس کی چوبیس گھنٹے خدمات فراہم کرنے کی صلاحیت ہے۔ یہ ہمیشہ دستیاب رہتا ہے، بر خلاف انسانوں کے جو اکثر ایسا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔
2. **فیصلے کرنے میں آسانی اور رفتار:** آرٹیفیشل انٹیلی جنس سسٹم تمام متعلقہ پہلوؤں کا تیزی سے جائزہ لے کر انسانوں کے مقابلے میں تیزی سے فیصلے کرنے میں مدد کرتا ہے۔
3. **پیٹرن (Pattern) کی شناخت:** آرٹیفیشل انٹیلی جنس تکنیکوں کی اہم خصوصیات میں سے ایک پیٹرن (جیسے تصاویر، اعداد، اور الفاظ) کی شناخت کے میدان میں انسان سے اس کی برتری ہے۔

4. **بڑے ڈیٹا کو بآسانی ہینڈل کرنا:** آرٹیفیشل انٹیلی جنس کی خصوصیات میں سے ایک اس کی بڑی تعداد میں ڈیٹا پر کارروائی کرنے کی صلاحیت ہے، چاہے وہ کتنے ہی پیچیدہ کیوں نہ ہوں، وہ انتہائی تیزی سے بڑے سے بڑے ڈیٹا پر کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

5. **بار بار دہرائے جانے والے کاموں میں مدد:** انسانوں کو دہرائے جانے والے کاموں سے نمٹنے میں دشواری کا سامنا ہوتا ہے، جس سے ان کی کارکردگی اور پیداواری صلاحیت کم ہو جاتی ہے، لیکن آرٹیفیشل انٹیلی جنس ٹیکنالوجی اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے آئی ہے؛ کیونکہ اس پر انحصار کرنے والی مشینوں کو تھکاوٹ سے صحت یاب ہونے کے لیے آرام کی مدت کی ضرورت نہیں ہوتی اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے؛ وہ ان کاموں کو طویل مدت تک اور اعلیٰ کارکردگی کی سطح کے ساتھ انجام دے سکتی ہیں۔

شرعی علوم میں آرٹیفیشل انٹیلی جنس کا استعمال:

جس طرح آرٹیفیشل انٹیلی جنس (AI) انسانیت کے لیے بے شمار فوائد کی حامل ہے، اسی طرح اس سے جُڑے بڑے اور تباہ کن خطرات بھی ہیں، جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ دنیا اس حقیقت کو محسوس کر چکی ہے، لیکن یہاں اس کی تفصیلات بیان کرنا مقصود نہیں، کیونکہ اس گفتگو کا محور شرعی علوم کے حصول میں AI کے استعمال سے ہونے والے نقصانات پر روشنی ڈالنا ہے۔

ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص شرعی علم، اس کی عظمت اور اسے حاصل کرنے کے حقیقی ذرائع سے واقف ہو، وہ کبھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نئی مشین کے ذریعے علم حاصل کرنے کو اساتذہ و علماء سے براہ راست علم سیکھنے پر ترجیح دی جاسکتی ہے، اور نہ ہی وہ خود کو اس گھاٹے کے سودے پر راضی کر سکتا ہے۔

شرعی علوم کی تعلیم و تحقیق میں مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال سے متعلق اہم خدشات:

- یہ نئی ٹیکنالوجی، معلومات نہ ملنے کی صورت میں، کسی بھی قول یا عمل کو کسی بھی فرد سے منسوب کر دیتی ہے، خواہ اس کی کوئی سند نہ ہو۔
- شرعی نصوص کے ترجمے کے معاملے میں یہ غیر معتبر اور ناقابل اعتماد ہے۔
- اس کا مزاج ہر سوال کا لازماً جواب دینا ہے، خواہ وہ جواب غلط، غیر علمی یا گمراہ کن ہی کیوں نہ ہو۔
- اسے جھوٹ پھیلانے، حقائق کو مسخ کرنے اور باطل کو سچ کا رنگ دینے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔
- مصنوعی ذہانت کے ذریعے تصاویر، ویڈیوز اور آڈیو کلپس اس مہارت سے تیار کیے جا سکتے ہیں کہ وہ حقیقت کا گمان دلاتے ہیں، اور دیکھنے یا سننے والا آسانی سے دھوکہ کھا سکتا ہے۔
- اس ٹیکنالوجی کے ذریعے معصوم افراد پر جھوٹے الزامات لگائے جانے، اور اہلِ علم کی طرف من گھڑت فتوے منسوب کرنے کا بھرپور امکان ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک دین کا علم حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ عام اصول ہے کہ:

إن هذا العلم دين، فانظروا عمن تأخذون دينكم

(یہ علم دین ہے، لہذا دیکھو تم اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو)

جو اہل علم ان ذرائع کا استعمال کر رہے ہیں، ان کے سامنے ان جدید ذرائع کے اوہام اور جرأتوں کی عجیب عجیب مثالیں سامنے آ رہی ہیں۔ اسے سمجھنے کے لیے یہاں ہم ایک واقعہ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں، شیخ بکر ابو زید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ہر آنے والے سوال کا فوری طور پر بغیر کسی توقف کے فتویٰ دے دیا کرتا تھا۔ اس کے ہم عصروں نے اس بات کو محسوس کیا اور اس کا امتحان لینے کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے اس سے ایک فرضی لفظ "الخنفشار" کے بارے میں پوچھا، حالانکہ یہ لفظ نہ تو کسی لغت میں پایا جاتا ہے، نہ فصیح عربی زبان کا حصہ ہے، اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے۔ مگر وہ شخص فوراً گویا ہوا: "یہ ایک خوشبودار پودا

ہے جو یمن کے کناروں پر اگتا ہے۔ اگر اونٹ اسے چر لیں تو ان کا دودھ گاڑھا ہو جاتا ہے۔" پھر اس نے اپنے جواب کو تقویت دینے کے لیے ایک یمنی شاعر کا یہ شعر بھی پیش کیا:

لقد عقدت محبتكم فؤادي

كما عقد الحليب الجنفشار

اس نے اس پر بس نہیں کیا، بلکہ مزید کہا کہ داؤد انطاکی نے اپنی کتاب "تذکرہ" میں بھی اس کا ذکر کیا ہے، اور فلاں فلاں نے بھی یہی بات کہی ہے... حتیٰ کہ وہ یہاں تک کہنے لگا کہ نبی کریم ﷺ نے بھی اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ یہ سن کر اس کے معاصر اہل علم نے سختی سے اسے روک دیا اور کہا: "تم یہاں تک تو جھوٹ بولتے رہے تھے، لیکن اب اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ نہ بولو! (التعالم وأثره على الفكر والكتاب، دار ابن الجوزي، 2019م، ص13.)

اسی طرح ایک محقق نے AI پر ایسا ہی تجربہ کیا جہاں انھوں نے AI سے ایک لفظ کے بارے میں پوچھا جو انھوں نے خود ہی گھڑا تھا، وہ تھا "الحلتوت"۔ تو اس نے جواب دیا: "الحلتوت ایک عامی اصطلاح ہے جو بعض عربی لہجوں میں ایک غیر ہموار مرکب، یا بے ترتیب طریقے سے آپس میں جڑی ہوئی چیزوں کے مجموعے کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے، عام طور پر یہ افراتفری یا غیر منظم صورتحال کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ پھر انھوں نے دوسری بار سوال دہرایا تو اس نے دوسرا جواب دیا: "الحلتوت ایک نام ہے جو بعض عرب ممالک خاص طور پر مصر میں توت کے درخت کے پھلوں پر بولا جاتا ہے۔ اور تیسری بار اس نے کہا: "الحلتوت ایک قسم کی مچھلی ہے، الحلتوت اپنی مخصوص شکل اور لذیذ گوشت کی وجہ سے ممتاز ہے، اور یہ بعض عرب ممالک میں مقبول مچھلیوں میں سے ایک ہے، اسے کئی پکوانوں کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے، چاہے وہ بھنی ہوئی ہو یا تلی ہوئی یا طاجن میں۔ اور چوتھی بار اس نے اس اصطلاح سے اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: "لگتا ہے کہ لفظ 'حلتوت' میرے لیے واضح نہیں ہے، کیا آپ اس کا مطلب واضح کر سکتے ہیں؟

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اے آئی کی مختلف اپلی کیشنز نے اپنے نظام میں بہت ساری بہتری لائی ہے، لیکن اس کے باوجود اے آئی ایک مشین ہی ہے، جس سے غلطی کا ہر وقت امکان ہے، یہ نظام، اگرچہ درستگی اور مہارت میں انتہا کو پہنچ جائیں لیکن یہ ایک بولتی ہوئی کتاب سے زیادہ کچھ نہیں ہیں، اور کتابوں سے علم حاصل کرنے اور اہل علم و حاملین سے علم حاصل کرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔

آرٹیفیشل انٹیلی جنس (AI) سے دینی مسائل پوچھنے یا اسے ایک مفتی کے طور پر استعمال کرنے کے حدود:

اسلامی شریعت میں فتویٰ کا ایک بہت بڑا مقام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام بیان کرنے اور بندوں کی زندگیوں پر انھیں نافذ کرنے کا منصب ہے۔ یہ عظیم کام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو کئی صفات اور شرائط کا حامل ہو، مفتی کی شرائط میں اسلام، بلوغت، عقل، عدل، شریعت کا علم، سمجھ بوجھ اور استنباط کی صلاحیت، اور حالات سے واقفیت شامل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے جسے خطیب بغدادی نے "الفقيه والمتفقه" (331/2) میں بیان کیا ہے:

"کسی بھی شخص کے لیے دینِ الٰہی میں فتویٰ دینا حلال نہیں جب تک کہ وہ اللہ کی کتاب کا مکمل علم نہ رکھتا ہو: اس کے ناسخ اور منسوخ، محکم اور متشابہ، اس کی تفسیر اور تنزیل، مکی اور مدنی، اس کے نزول کے مقاصد اور حالات سے آگاہ نہ ہو، پھر اس کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ماہر ہو، اس کے ناسخ اور منسوخ کو پہچانتا ہو، قرآن کا علم رکھتا ہے اسی طرح حدیث کا بھی علم ہو، زبان اور شعر کا ماہر ہو، اور ان تمام علوم سے واقف ہو جو علم اور قرآن کے لیے ضروری ہیں، اس کے ساتھ انصاف اور کم گوئی کو بھی اپنائے۔ اس کے بعد اسے مختلف شہروں کے علماء کے اختلافات کا علم ہو اور اس میں خود بھی اجتہاد کی صلاحیت ہو۔"

یہ تمام شرطیں مصنوعی ذہانت (AI) میں پوری ہونا ممکن نہیں ہے، چاہے وہ کتنی ہی ترقی کر جائے۔ لہٰذا، اس پر بھروسہ کرنے اور اس سے فتویٰ لینے کی کوئی معتبر شرعی بنیاد نہیں ہے۔ اس کے بجائے، ہمیں اہل علم اور دیندار افراد کی طرف رجوع کرنا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا**

تَعْلَمُونَ(اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔)[النحل:43]جب کسی شخص کو کوئی نیا مسئلہ پیش آئے اور اسے شرعی حکم کی ضرورت ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اہل علم سے پوچھے،اور اس کی ذمہ داری اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک وہ ایسے شخص سے سوال نہ کرے جو واقعی فتویٰ دینے کا اہل ہو اور جس میں مفتی کی تمام شرطیں پائی جاتی ہوں۔

مصنوعی ذہانت کے جوابات اور آن لائن دیئے جانے والے فتووں میں فرق:

مصنوعی ذہانت اور آن لائن فتووں کی ویب سائٹس میں فرق یہ ہے کہ فتووں کی آن لائن ویب سائٹس پر حقیقی انسان فتویٰ دیتے ہیں، چاہے وہ کوئی مخصوص عالم ہو یا محققین کا ایک گروپ۔ ویب سائٹ کا کام صرف ان فتووں کو شائع کرنا ہوتا ہے جو اس ادارے کی طرف سے جاری کیے گئے ہوں۔

اگر ادارہ قابلِ اعتماد ہو، یا فتویٰ دینے والا عالم علم اور عدل کے لیے معروف ہو، تو اس کے فتووں پر عمل کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فتویٰ سوال سے مکمل طور پر مطابقت رکھتا ہو اور ان میں کوئی اہم فرق نہ ہو۔(موقع الاسلام سوال وجواب)

لیکن مصنوعی ذہانت انسان کی نقل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور الیکٹرانک فضا میں موجود معلومات اور ڈیٹا کی بنیاد پر خود سے ایک جواب یا فتویٰ تیار کرتی ہے۔ دراصل مصنوعی ذہانت ایک پیچیدہ ریاضیاتی اور شماریاتی طریقے سے کام کرتی ہے، جس میں معلومات کی کثرت کا بڑا اثر ہوتا ہے،البتہ اس کے عمل میں علماء کے اختیار کردہ منطقی اور استدلالی طریقوں کی پیروی شامل نہیں ہوتی ہے۔

مصنوعی ذہانت کے جوابات میں خامیوں کی وجوہات:

مصنوعی ذہانت کے جوابات میں خامیوں کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

1-ماخذ کا نامعلوم ہونا:

اس کی وجہ سے مصنوعی ذہانت کی جانب سے دیئے جانے والے مواد پر مکمل بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ مصنوعی ذہانت کو جو معلومات دی جاتی ہیں، وہ اسی کی بنیاد پر جواب دیتی ہے۔ جب اس سے کوئی سوال پوچھا جاتا ہے، تو وہ مختلف ویب سائٹس، تحریری مواد، آڈیو اور ویڈیو کلپس میں جواب سے متعلق معلومات تلاش کرتی ہے، جن کی زبانیں اور ماخذ مختلف ہوتے ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ وہ غیر اسلامی یا گمراہ کن ذرائع سے بھی معلومات لے لے۔

2-فتوے پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا خیال نہ رکھنا:

ان عوامل میں عادات اور حالات کی تبدیلی، شرائط و ضوابط، مستفتی (سوال کرنے والے) کے حالات کا فرق، استثناءات، فوائد اور نقصانات، اور نتائج پر غور شامل ہے، جو صرف ایک ماہر مفتی ہی کر سکتا ہے۔

3-غلط معلومات کی پیشکش (ہلوسہ):

مصنوعی ذہانت اکثر ایسی غلط اور من گھڑت معلومات پیش کرتی ہے جن کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ وہ انہیں درست اور قابلِ اعتماد معلومات کے طور پر دکھاتی ہے، جس میں نام، اعداد و شمار اور حقائق شامل ہو سکتے ہیں، جنہیں "مصنوعی ذہانت کا ہلوسہ" کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ، مصنوعی ذہانت کی رائے کو کچھ غیر اہم الفاظ یا جملے تبدیل کر کے بدلا جاسکتا ہے۔

4-تعصب پر مبنی تربیت:

مصنوعی ذہانت کو چلانے والے اسے کچھ خاص نظریات اور سوچ کے مطابق تربیت دے سکتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ فکری اور عقائد کے بہت سے مسائل میں غیر شرعی آراء کی طرف جھکاؤ دکھا سکتی ہے، جو جوابات پر اثر انداز ہوتا ہے۔

ان وجوہات کی بناپر مصنوعی ذہانت کی حالیہ ایپلی کیشنز پر فتویٰ اور شرعی حکم کے لیے بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ ساری ایپلی کیشنز ان شرطوں پر نہیں اترتیں جو ایک مفتی کے لیے ضروری ہیں۔

فتوی سازی کے عمل میں مصنوعی ذہانت کا استعمال:

مصنوعی ذہانت سے فتویٰ سازی میں مفتی یا شرعی محقق فائدہ اٹھا سکتے ہیں:

اگر کوئی مفتی یا محقق کسی سوال کا شرعی جواب دینا چاہتا ہے، تو وہ مصنوعی ذہانت سے مدد لے سکتا ہے تاکہ اسے ایک ابتدائی خاکہ مل جائے، پھر وہ خود اپنی تحقیق کی بنیاد پر جواب تیار کرے۔

محقق کے لیے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ اسے ذرائع اور حوالوں تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے، لیکن پھر اسے خود ان ذرائع کا جائزہ لے کر مواد کی درستگی کو یقینی بنانا ہوتا ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت اکثر طلباء کو ایسی جگہوں پر لے جاتی ہے جن کا مطلوبہ معلومات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ایک محققق یا مفتی مصنوعی ذہانت کو کتابوں اور مضامین کا خلاصہ بنانے اور جدید مسائل کو سمجھنے کے لیے بھی استعمال کر سکتا ہے، جس سے وقت اور محنت کی بچت ہوتی ہے۔اس طرح کا استعمال شریعت کے مقاصد کے مطابق ہے، لیکن جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، اس پر مکمل انحصار نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ ہر چیز میں درست نہیں ہوتا اور سیاق و سباق، وقت اور حالات کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ یہ صرف ایک "آلہ" ہے جو دی گئی "معلومات" کی بنیاد پر نتائج دیتا ہے۔

مصنوعی ذہانت کا بڑھتا ہوا رجحان، اور اساتذہ سے براہِ راست استفادے کی فضیلت:

علمِ دین کے حصول، حفظ، مہارت اور اس کی اشاعت کا ایک مخصوص طریقہ ہے، جسے خود قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے، اور رسول اکرم ﷺ نے عملًا اس کی مثال قائم کی ہے۔ اس طریقے پر سلفِ صالحین ابتدا سے عمل پیرا رہے ہیں۔

حافظ ابو عمر ابن عبد البر المالکیؒ اپنی مشہور کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں فرماتے ہیں:

"طلبِ علم کے کچھ درجات، منازل اور مراتب ہیں، جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے ان مراتب کو مکمل طور پر نظر انداز کیا، اس نے سلفِ صالحین کے طریقے سے انحراف کیا، اور جو جان بوجھ کر ان کے طریقے سے ہٹا، وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جو اجتہاد کے ساتھ ان سے ہٹا، وہ پھسل گیا۔" (جامع بیان العلم وفضلہ، ص 321)

اس طریقے کی بنیادوں میں حفظ و فہم، ضبط اور ماہر شیوخ سے علم حاصل کرنا، ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھنا، اور ان سے عظیم اجر حاصل کرنا شامل ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ [التوبة: 122]

اسی طرح طلب علم کی ترغیب میں نبی کریم ﷺ کے مختلف ارشادات موجود ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا:

من سَلَكَ طريقًا يلتمس فيه علمًا، سهَّل الله له به طريقًا إلى الجنة {رواہ مسلم}

"جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلے گا، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

ما من خارجٍ خَرَجَ من بيته في طلب العلم، إلا وضعت له الملائكة أجنحتها رضًا بما يصنع {ابن ماجہ}

جو شخص بھی علم کی طلب میں اپنے گھر سے نکلتا ہے، فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اس کام سے خوش ہو کر جو وہ کر رہا ہوتا ہے۔"

حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابوالدرداء کے ساتھ بیٹھا تھا، تو ایک شخص آیا اور کہا: اے ابوالدرداء، میں رسول اللہ ﷺ کے شہر سے آپ کے پاس ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جو مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ تو ابو الدرداء نے کہا: کیا تم کسی ضرورت کے لیے نہیں آئے، کیا تم تجارت کے لیے نہیں آئے، کیا تم صرف اسی حدیث کے لیے آئے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو ابوالدرداء نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

(من سلك طريقًا يطلب فيه علمًا، سلك الله به طريقًا من طرق الجنة، والملائكة تضع أجنحتها رضًا لطالب العلم، وإن العالِمَ يستغفر له من في السماوات ومن في الأرض، والحيتان في الماء، وفضلُ العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، إن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يُورِّثوا دينارًا ولا درهمًا، وأورثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظٍّ وافر)

"جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے پر چلے گا، اللہ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دے گا، اور فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اپنے پر بچھا دیتے ہیں، اور عالم کے لیے آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں اور پانی میں مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کی فضیلت بدر کی رات تمام ستاروں پر، بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں، بے شک انبیاء نے دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑی، بلکہ علم کی وراثت چھوڑی، تو جس نے اسے لیا اس نے پورا حصہ لیا۔" (ابوداؤد اور ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(من خرج في طلب العلم، كان في سبيل الله حتى يرجع)** جو شخص علم کی طلب میں نکلا، وہ اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ واپس آئے۔" (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(ما اجتمع قومٌ في بيت من بيوت الله، يتلون كتاب الله، ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السَّكِينة وغَشِيَتهم الرحمة، وحفَّتهم الملائكة، وذكرهم الله فيمن عنده)** جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کا درس دیتے ہیں، ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے، اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، اور اللہ انہیں اپنے پاس والوں میں یاد کرتا ہے۔" (مسلم)

ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **(من غدا إلى المسجد لا يريد إلا أن يتعلم خيرًا، أو يعلِّمه، كان له كأجر حاجٍّ تامًّا حجَّتُه)** جو شخص صبح مسجد کی طرف صرف خیر سیکھنے یا سکھانے کے ارادے سے جائے، اسے مکمل حج کرنے والے حاجی کا ثواب ملے گا۔"
(طبرانی فی الکبیر)

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(من دخل مسجدي هذا يتعلم خيرًا، أو يُعلِّمه، كان كالمجاهد في سبيل الله تعالى، ومن دخله لغير ذلك، كان كمنزلة الذي يرى الشيء يُعجبه وهو لغيره)** "جو شخص میری اس مسجد میں خیر سیکھنے یا سکھانے کے لیے داخل ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور جو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے داخل ہوا، وہ اس شخص کی طرح ہے جو ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے پسند آتی ہے لیکن وہ دوسرے کی ہو۔
"(طبرانی فی الکبیر)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **(من دخل مسجدنا هذا ليتعلم خيرًا، أو ليعلمه، كان كالمجاهد في سبيل الله، ومن دخله لغير ذلك، كان كالناظر إلى ما ليس له)** "جو شخص ہماری اس مسجد میں خیر سیکھنے یا سکھانے کے لیے داخل ہوا، وہ اللہ کی راہ میں مجاہد کی طرح

ہے، اور جو اس کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے داخل ہوا، وہ اس شخص کی طرح ہے جو ایسی چیز دیکھتا ہے جو اس کی نہیں۔" (امام احمد)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مجھے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کسی شخص سے حدیث پہنچتی تھی، تو اگر میں چاہتا تو اسے بھیجتا یہاں تک کہ وہ آتا اور مجھے حدیث سناتا، لیکن میں خود اس کے پاس جاتا، اور اس کے دروازے پر قیلولہ کرتا یہاں تک کہ وہ باہر آتا اور مجھے حدیث سناتا۔

"سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: "میں ایک حدیث کی تلاش میں راتوں اور دنوں کا سفر کیا کرتا تھا۔" اسی سے کہا گیا: "حدیث کی طلب میں سفر کرنا سلف کی سنت ہے۔

"(الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل المرتب على أبواب الفقه،، ص13.)

علامہ بکر ابو زید رحمہ اللہ اپنی کتاب (حلیۃ طالب العلم) میں لکھتے ہیں:

"علم حاصل کرنے کا اصل طریقہ تلقین اور اساتذہ سے براہ راست حاصل کرنا ہے، اسی طرح اپنے مشائخ کے ساتھ نشست و برخاست کرنا، اور اہل علم سے براہ راست علم لینا ہے، نہ کہ صحیفوں اور کتابوں کے بطن سے۔ (حلية طالب العلم، ص158.)

یہ قول مشہور ہے کہ جو علم میں اکیلا داخل ہوا، وہ اکیلا ہی نکلا؛ یعنی جس نے استاذ کے بغیر علم حاصل کیا، وہ بغیر علم کے نکلتا ہے؛ کیونکہ علم ایک صنعت ہے، اور ہر صنعت کو ایک کاریگر کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اسے سیکھنے کے لیے ایک ماہر معلم کا ہونا ضروری ہے۔

(السلمي، عبدالرحمن بن صموايل، دراسة موضوعية للحائية ولمعة الاعتقاد والواسطية، ج12، ص2)

ابو حیان اکثر یہ گنگنایا کرتے تھے:

يظن الغمر أن الكتب تهدي

أخـــــا فهم لإدراك العلوم

ومـا يدري الجهول بأن فيه

غوامض حيرت عقل الفهيم
إذا رمت العــلوم بغير شيخ
ضللت عن الصراط المستقيم
وتلتبس الأمور عليــــك حتى
تصير أضل من توما الحكيم

(نادان سمجھتا ہے کہ کتابیں علم کے حصول میں فہم والے کو رہنمائی کرتی ہیں۔اور جاہل نہیں جانتا کہ ان میں ایسی پیچیدگیاں ہوتی ہیں جو سمجھدار کے دماغ کو حیران کر دیتی ہیں۔اگر تم استاذ کے بغیر علم حاصل کرنا چاہو، تو تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے۔اور معاملات تم پر اتنے گڈمڈ ہو جائیں گے، کہ تم حکیم توما سے بھی زیادہ گمراہ ہو جاؤ گے۔)

علامہ شاطبي رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "علم کے انتہائی درجے تک پہنچنے کے سب سے مفید طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسے اس کے ماہر اور مکمل اہل سے حاصل کیا جائے۔ (الموافقات: ص139)

صحیح حدیث میں ہے:

إنَّ اللهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعاً يَنْتَزعهُ مِنَ النَّاسِ، وَلكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ (متفق علیہ)

اللہ تعالی علم کو بندوں سے چھین کر نہیں اٹھائے گا بلکہ وہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا ۔

اساتذہ سے براہ راست علم دین حاصل کرنے کے چند اہم فائدے:

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے (شرح حلیۃ طالب العلم) میں اساتذہ سے براہ راست علم حاصل کرنے کے چند اہم فائدے بتائے ہیں:

پہلا فائدہ: راستہ مختصر ہو جاتا ہے۔

طالب علم کو خود کتابوں کے پیچ و خم میں جانے، مختلف اقوال تلاش کرنے، ان کے دلائل جانچنے اور پھر راجح و مرجوح کی پہچان کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔اس کے برعکس، معلم اسے ایک تیار شدہ علمی خلاصہ

پیش کرتا ہے۔ معلم خود وضاحت کرتا ہے کہ کسی مسئلے میں علماء کے دو، تین یا اس سے زیادہ اقوال ہیں، ان میں راجح قول کون سا ہے، اور وہ کس دلیل کی بنیاد پر راجح ہے۔ اسی لیے، بلا شبہ، معلم سے براہِ راست علم حاصل کرنا طالب علم کے لیے نہایت مفید اور مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

دوسرا فائدہ: فہم کی تیزی

جب کوئی طالب علم کسی عالمِ دین سے براہِ راست پڑھتا ہے تو وہ کتاب سے خود مطالعہ کرنے کی نسبت کہیں زیادہ سرعت سے مفاہیم کو سمجھتا ہے۔ خود مطالعہ کی صورت میں ممکن ہے کہ وہ کسی عبارت کو چار یا پانچ بار دہراتا رہے، پھر بھی مفہوم نہ سمجھ پائے، یا اس میں غلط فہمی کا شکار ہو جائے اور مطلب کچھ کا کچھ اخذ کر لے۔ جب کہ استاد کی رہنمائی سے مفہوم فوری، واضح اور درست طور پر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

تیسرا فائدہ: معلم اور متعلم کے درمیان تعلق

علم حاصل کرنے کے اس روایتی طریقے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ طالب علم اور معلم کے درمیان ایک علمی و روحانی تعلق قائم ہوتا ہے، جو اکثر بچپن سے بڑھاپے تک قائم رہتا ہے۔ یہی تعلق امت کے علمی تسلسل اور برکت کا ذریعہ بنتا ہے۔

علم کے حصول اور اساتذہ سے براہِ راست استفادہ کی فضیلت پر مزید آثار بھی موجود ہیں، تاہم مذکورہ نکات اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ اگرچہ جدید علوم میں کسی حد تک مصنوعی ذہانت (AI) پر انحصار ممکن ہو سکتا ہے، مگر شرعی علوم کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ شرعی علوم میں محض مصنوعی ذرائع پر مکمل انحصار نہ تو ممکن ہے، اور نہ ہی جائز؛ کیونکہ یہ ایک غیر موزوں قیاس ہے، جس میں بنیادی فرق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام:

آرٹیفیشل انٹیلی جنس کے انسانیت کے لیے فوائد، اور سائنسی میدانوں میں اس کی ترقی میں شراکت، اور یہ کہ بعض اوقات یہ انسانی صلاحیتوں سے بڑھ کر ہو سکتی ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم، یہ نظام، اگرچہ درستگی اور کمال کی انتہا کو پہنچ جائیں، یہ ایک بولتی ہوئی کتاب سے زیادہ کچھ نہیں ہیں، اور کتابوں سے علم حاصل کرنے اور اہل علم اور حاملین علم سے علم حاصل کرنے میں بہت فرق ہے۔ علم کی فضیلت، برکت اور آداب سے متعلق جو آثار وارد ہوئے ہیں، وہ اساتذہ سے براہ راست علم حاصل کرنے اور ان کی مجالس میں براہ راست شرکت کے پس منظر میں ہیں۔ جبکہ آرٹیفیشل انٹیلی جنس ایک فرع اور ایک رخصت ہے ان لوگوں کے لیے جنہیں استاذ تک رسائی مشکل ہو لہٰذا اسے ضروریات کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے، اور ضروریات کا اندازہ ان کی حد تک کیا جاتا ہے۔

ذرا غور کریں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم کی کئی آیات میں غور و فکر کرنے، سیکھنے اور تدبر کرنے، تحقیق کرنے، چلنے اور کوشش کرنے کی دعوت کے درمیان کس طرح تعلق قائم کیا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴾ {الأنعام: 11}

(کہو کہ ذرا زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا)

اور فرمایا:

﴿ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ {يوسف: 109}

(تو کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کی قوموں کا انجام کیسا ہوا؟)

اور فرمایا:

﴿ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ﴾ {العنكبوت: 20}،

(کہو کہ: ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو شروع میں پیدا کیا)

اور فرمایا:

﴿ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴾ {غافر: 82}

(بھلا کیا انھوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے جو لوگ تھے، ان کا انجام کیسا ہوا)

یہ اور اس طرح کی آیات ایمانی اور تربیتی مقاصد کو پورا کرتی ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ عبرت کے کمال کو حاصل کرنے کے لیے کوشش، حاضری اور غور و فکر ضروری ہے۔

مصنوعی ذہانت کے بارے میں پیش کی جانے والی ماہرین کی تمام تعریفیں اس بات کی گواہ ہیں کہ یہ ایک انسانی فکری اختراع ہے، جو نہ صرف اوامر کی تکمیل میں کمی کا شکار ہوتی ہے بلکہ اکثر غلطیوں میں بھی مبتلا ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے تعظیم و تکریم یا کمال کے درجہ پر فائز نہیں کیا جا سکتا؛ کیونکہ یہ معصوم نہیں ہے۔

آخر میں عرض یہ ہے کہ دین کا علم صرف کتابوں یا ٹیکنالوجی کی مدد سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کے لیے اہلِ علم کی صحبت، رہنمائی اور براہِ راست تربیت ضروری ہے۔ یہی سلفِ صالحین کا طریقہ ہے، اور اُسی میں علم کی برکت اور روحانی اثر ہے۔

المصادر والمراجع:

1- شبكة ألوكة – https://www.alukah.net/

2- مقال بعنوان: ما هي تقنية شات GPT؟ -https://www.it

3- الاسلام سؤال وجواب – الشيخ محمد صالح المنجد https://islamqa.info/ar

4- التعالم وأثره على الفكر والكتاب، أبو زيد، بكر بن عبدالله، دار ابن الجوزي، 2019م، ص13.

5- جامع بيان العلم وفضله، ط1، مؤسسة الريان دار ابن حزم، 1424هـ-2003م، ص321.

6- تطبيقات الذكاء الاصطناعي كتوجيه حديث لتعزيز تنافسية منظمات الأعمال، ط1، أبو بكر خوالد

7- الذكاء الاصطناعي ومدخل إلى لغة ليسب LISP، ص24 الحسيني، أسامة،

8- المقنع في علوم الحديث- دار فواز للنشر-السعودية، 1413، ص314.

9- دراسة موضوعية للحائية ولمعة الاعتقاد والواسطية، ج12، ص2) .

10- الموافقات للشاطبي، ط1، تح: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، دار ابن عفان، ص139.

11- الشاطبي، إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي (790هـ(، الموافقات، مرجع سابق، ص140.

12- دار الافتا بنوريه – www.banuri.edu.pk